شرڈی پنڈھرپور سے 100 کوس کے فاصلے پر ہے۔اس کے باوجود بابا ہر بات کو اپنی صلاحیت سے جانتے تھے کہ وہاں بار روم میں کیا گفتگو ہوئی ہے۔اس طویل فاصلے میں موجود دریا، جنگل، اور پہاڑ ان کی دور درشٹی (نگاہ) میں حائل نہ ہو سکے تھے۔وہ سب کے دل کی باتیں جانتے تھے اور کوئی بھی راز ان سے پوشیدہ نہیں رہ سکتا تھا۔دور یا نزدیک کی ہر چیز ان کے سامنے اسی طرح عیاں ہوتی تھی جس طرح دن کی روشنی۔ آدمی چاہے کہیں بھی دور یا نزدیک ہو تا وہ ان کی نگاہ سے نہیں بچ سکتا تھا۔اس واقعے سے وکیل نے یہ سبق لیا کہ کسی کے خلاف بات نہیں کرنی چاہیے نہ غیر ضروری طور پر ان کی تنقید کرنی چاہیے۔

اس کہانی کا تعلق یوں تو وکیل کے ساتھ ہے لیکن دراصل یہ ہم سب کے لیے ایک سبق ہے۔اس طرح وکیل کے کردار کی خامی دور ہو گئی اور اسے صحیح راستے پر ڈال دیا گیا۔

سائی بابا کی عظمت ماپی نہیں جاسکتی وہ لامحدود ہے۔اسی طرح ان کے کرشمے ان گنت ہیں۔

حاصل ہوئی۔

پنڈھر پُر کے وکیل کو نصیحت

ہم اس باب کا اختتام ایک کہانی کے بیان کے ساتھ کریں گے جس سے ہمیں بابا کے ہر چیز کا علم رکھنے اور اسے دوسروں کی اصلاح کے لیے برتنے اور انھیں صحیح راستے پر لگانے کا پتہ چلے گا۔ ایک بار پنڈھر پور کا ایک وکیل شرڈی آیا۔ اس نے مسجد میں جا کر بابا کو سلام کرتے ہوئے بغیر مانگے کچھ دکشنا دی اور ایک کونے میں بیٹھ کر بابا کی گفتگو سننے لگا۔ تب بابا نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا اور کہا لوگ کتنے مکار ہیں۔ وہ پاؤں میں گر کر دکشنا دیتے ہیں لیکن اندر سے گالیاں دیتے ہیں۔ کیا یہ عجیب بات نہیں ہے؟ یہ ساری گفتگو وکیل کے حسبِ حال تھی۔ اس لیے اسے سننا پڑی۔ یہ گفتگو کسی کی سمجھ میں نہیں آئی۔ وکیل نے اسے سمجھ لیا لیکن کچھ کہا نہیں۔ جب وہ واپس آیا تو اس نے کاکا صاحب دکشت سے کہا: ”جو کچھ بابا نے فرمایا وہ بالکل صحیح تھا۔ یہ تیر انھوں نے میری طرف چلایا تھا۔ انھوں نے مجھے اشارتاً کہا تھا کہ مجھے دوسروں کو گالیاں نہیں دینا چاہیے اور نہ ان کے خلاف سازشیں کرنا چاہیے۔ پنڈھر پور کا سب جج جب خرابیِ صحت کی وجہ سے شرڈی آکر صحت یابی کے لیے آکر ٹھہرا تو وہاں کے بار روم میں یہ بحث چل نکلی کہ سب جج جیسے پڑھے لکھے انسان کو کیا اس طرح کی حرکات کرنی چاہیں اور آیا کیا اس طرح یعنی بغیر دوا لیے اور صرف بابا کی خدمت میں حاضر ہو کر وہ بیماری دور ہو سکتی ہے، جس کا شکار سب جج ہوا تھا۔ سب جج کی کڑی تنقید کی گئی اور بابا کو بھی تنقید کا نشانہ بنایا گیا۔ میں نے بھی اس تنقید میں کچھ حصہ لیا۔ اب بابا نے میرے کردار کی خامی کو ظاہر کیا ہے۔ انھوں نے مجھے گالی نہیں دی بلکہ یہ نصیحت کی کہ مجھے اس طرح دوسروں پر الزام تراشی نہ کرنی چاہیے اور نہ دوسروں کے معاملات میں دخل دینا چاہیے۔

Shri Sai Baba's Gurusthan

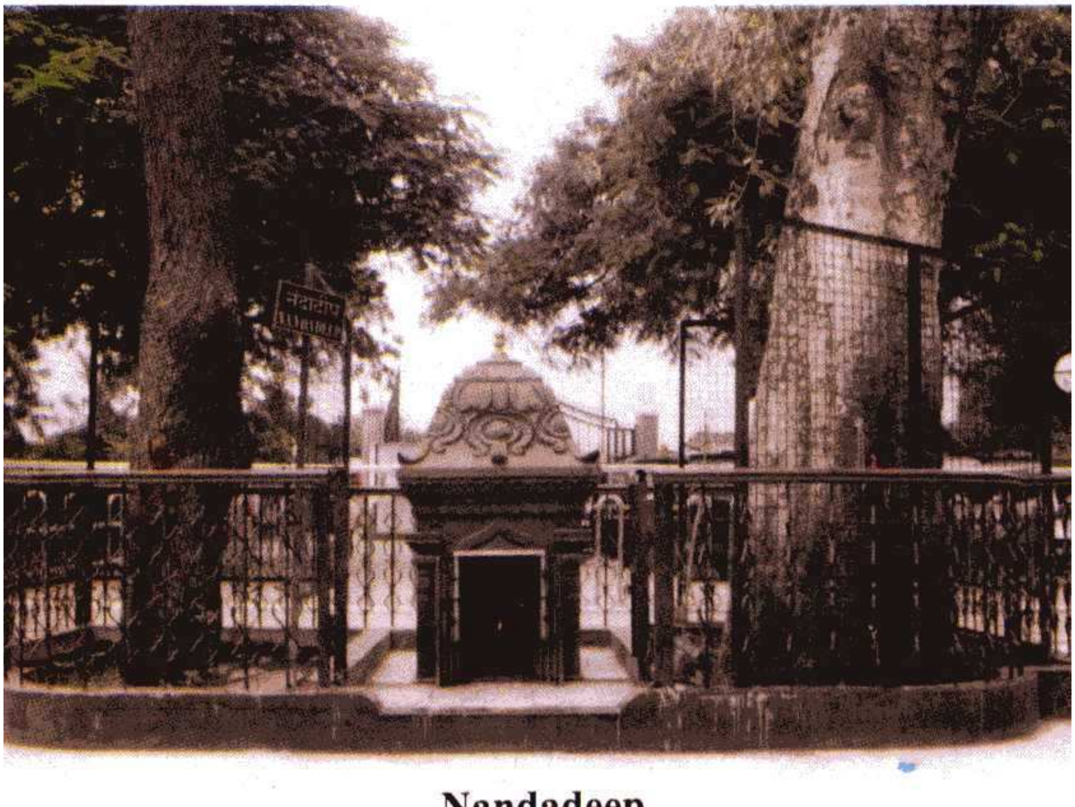

Nandadeep

Shri Sai Baba's Dwarkamai

Shri Sai Baba's Chawadi

کہانی نو گیندوں کی

ایک بار ایک سوداگر یہاں آیا۔ اس کے سامنے ایک خچر نے نو گیندوں کی شکل میں لید کی۔ سوداگر نے اپنی جستجو کو جاری رکھتے ہوئے اپنی دھوتی پھیلا کر لید کی ان گیندوں کو اس میں سمیٹ لیا اور اس طرح اس کے دل کو سکون مل گیا۔

پاشنکر اس کہانی کا مطلب نہ سمجھ سکا۔ چنان چہ اس نے گنیش دامودار سے کہا: "اس سے بابا کا کیا مطلب ہے؟" اس نے جواب دیا "میں خود بھی وہ سب کچھ نہیں سمجھتا جو بابا کہتے ہیں لیکن انھیں کی تحریک پہ مجھے جو کچھ معلوم ہوتا ہے میں بتاتا ہوں۔ وہ خچر خدا کی شان ہے اور لید کی نو گیندوں میں بھگتی کی حسبِ ذیل نو قسمیں ہیں۔ (1) سننا (2) دعا مانگنا (3) یاد کرنا (4) خلق کی خدمت کرنا (5) عبادت (6) سجدہ کرنا (7) خدمت (8) دوستی (9) خودی کو قربان کرنا۔ یہ بھگتی کی نو قسمیں ہیں۔ ان میں سے اگر ایک کی بھی پوری طرح پیروی کی جاتی ہے تو خدا خوش ہو کر اپنے بھگت کے گھر میں جلوا نما ہوتا ہے۔ ساری سادھنائیں یعنی جپ تپ یوگ اور مذہبی کتابوں کو پڑھنا اور ان کی شرح کرنا بے کار ہے۔ اگر اس کے ساتھ بھگتی بھی شامل نہ ہو یعنی ریاضت۔ ویدوں کا علم یا عارف والے کی شہرت بھگتی کے بغیر بے کار ہے۔ جس چیز کی ضرورت ہے وہ مکمل ریاضت ہے۔ اپنے آپ کو محض سوداگر یا سچ کی جستجو کرنے والا سمجھیں اور اسی کی طرح نو قسم کی ریاضتوں کا علم حاصل کرنے اور انھیں فروغ دینے کی زیادہ سے زیادہ کوشش کریں۔ تب تمھیں استحکام اور سکونِ قلب حاصل ہوگا۔

دوسرے دن جب وہ بابا کو سلام کرنے کے لیے گیا تو اس سے پوچھا گیا کہ کیا اس نے لید کی نو گیندیں جمع کیں؟ اس نے کہا کہ غریب ہونے کی وجہ سے پہلے بابا مجھے کو آشیرواد دیں تب وہ آسانی سے جمع کی جا سکیں گے۔ تب بابا نے اسے یہ کہتے ہوئے آشیرواد دیا کہ تم کو سکون اور فارغ البالی حاصل ہوگی۔ یہ سن کر پاشنکر کو بہت خوشی

آشیر واد دیں۔ بابا نے کہا:

اپا نے تجھے جو کچھ بتایا تھا وہ بالکل درست تھا لیکن ان باتوں پر عمل کرتے ہوئے انھیں اپنی زندگی کا حصہ بنانا ضروری ہے۔ صرف ان کو پڑھنا کافی نہ ہوگا۔ اس پر غور کرتے ہوئے عمل کرنا ضروری ہے ورنہ اس کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ گورو کے آشیر وار اور خود کو سمجھے بغیر کتاب کو پڑھنا بے سود ہے۔ شری ٹھاکر نے اب تک وچار ساگر کا صرف اصول والا حصہ پڑھا تھا جب کہ عمل کا راستہ اسے شرڈی میں دکھایا گیا تھا۔ نیچے دی ہوئی ایک اور کہانی اس سچائی کو زیادہ پرزور طریقے سے پیش کرے گی:-

اننت راؤ پٹنکر کو سکون

پونا کا رہنے والا اننت راؤ پٹنکر نامی ایک شخص سائی بابا کو دیکھنے کا خواہش مند تھا۔ اس نے شرڈی آکر بابا کے درشن کیے۔ اس کی آنکھوں کی تشفی کے ساتھ ہی ساتھ اسے بہت خوشی بھی ہوئی۔ اس نے بابا کے قدموں پر گرتے ہوئے پوری پرستش کرنے کے بعد بابا سے کہا: "میں نے بہت مطالعہ کیا ہے، وید، ویدانت اور اپنشد کو پڑھا ہے اور تمام پرانوں کو سنا ہے پر مجھے کبھی شانتی نہیں ملی اس لیے میں کہتا ہوں کہ میرا انھیں پڑھنا بے سود ثابت ہوا ہے۔ جاہل اور عبادت گزار اشخاص مجھ سے بہتر ہیں۔ جب تک من کو شانتی نہیں ملتی ساری کتابوں کو پڑھنا بے کار ہے۔ میں نے کئی لوگوں سے سنا ہے کہ آپ محض لفظوں کی مدد سے اور ایک نگاہ ڈال کر لوگوں کو من کی شانتی عطا کر دیتے ہیں۔ اس لیے میں یہاں آیا ہوں۔ مہربانی کر کے مجھ پر رحم کیجیے۔ اور مجھے آشیر واد دیجیے۔ تب بابا نے اسے ایک حکایت سنائی جو اس طرح ہے:-

بھی عطا کرے گا"

اس کے بعد شری ٹھاکر کی تبدیلی جنر ہو گئی جہاں اس کو نانے گھاٹ پار کر کے گاؤں میں پہنچنا ہوتا تھا۔ یہ گھاٹ بہت گہرا اور نا قابلِ عبور تھا اور اس گھاٹ کو پار کرنے کے لیے بھینس کے سوائے کوئی سواری مفید نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اسے بھی پار جانے کے لیے بھینس کی سواری ہی کام میں لانی پڑتی تھی جس سے اسے خاصی دشواری اور تکلیف ہوتی تھی۔ اسی زمانے میں ترقی پا کر اس کا تبادلہ کلیان کر دیا گیا جہاں اس کی شناسائی "نانا صاحب چندور کر" سے ہوئی۔ دوسرے دن نانا صاحب کو شرڈی جانا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹھاکر کو چلنے کے لیے کہا۔ ٹھاکر ایسا نہیں کر سکا کیوں کہ اسے کسی کیس کے سلسلے میں عدالت جانا تھا۔ چنانچہ نانا صاحب تنہا ہی چلے گئے۔ ٹھاکر عدالت میں حاضر ہوا لیکن اس کا کیس ملتوی کر دیا گیا۔ اسے نانا صاحب کے ساتھ نہ جانے کا افسوس ہوا۔ اس کے باوجود وہ شرڈی کے لیے روانہ ہو گیا۔ لیکن اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی نانا صاحب وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں اس کی ملاقات کچھ دوستوں سے ہوئی جو اسے بابا تک لے گئے۔ بابا کو دیکھ کر وہ ان کے قدموں پر جھک گیا جس سے اسے بہت مسرت حاصل ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو نکل آئے نیز اس کے بال تک کھڑے ہو گئے۔ تب کچھ دیر کے بعد بابا صاحب اس سے یوں مخاطب ہوئے:-

"اس جگہ کا راستہ اتنا آسان نہیں ہے جتنی کنڈی سنت اپا کی تعلیمات اور نانے گھاٹ کو پار کرنے کے لیے بھینس کی سواری ہے۔ اس روحانی راستے پر تمہیں بہترین کوشش اور محنت کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ جب ٹھاکر نے یہ اہم الفاظ اور اشارے سنے جو صرف اسی کے حصے میں آئے تھے تو اسے بے انتہا خوشی ہوئی اسے معلوم ہوا کہ کنڈ سنت کے الفاظ سچ ثابت ہوئے تھے۔ تب اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے بابا کے قدموں پر گر کر اس نے التجا کی کہ بابا اسے قبول کرتے ہوئے

بھی عطا کرے گا"

اس کے بعد شری ٹھاکر کی تبدیلی جنر ہو گئی جہاں اس کو نانے گھاٹ پار کر کے گاؤں میں پہنچنا ہوتا تھا۔ یہ گھاٹ بہت گہرا اور ناقابلِ عبور تھا اور اس گھاٹ کو پار کرنے کے لیے بھینس کے سوائے کوئی سواری مفید نہیں ہو سکتی تھی۔ چنانچہ اسے بھی پار جانے کے لیے بھینس کی سواری ہی کام میں لانی پڑتی تھی جس سے اسے خاصی دشواری اور تکلیف ہوتی تھی۔ اسی زمانے میں ترقی پا کر اس کا تبادلہ کلیان کر دیا گیا جہاں اس کی شناسائی "ناناصاحب چندورکر" سے ہوئی۔ دوسرے دن ناناصاحب کو شرڈی جانا تھا۔ چنانچہ اس نے ٹھاکر کو چلنے کے لیے کہا۔ ٹھاکر ایسا نہیں کر سکا کیوں کہ اسے کسی کیس کے سلسلے میں عدالت جانا تھا۔ چنانچہ ناناصاحب تنہا ہی چلے گئے۔ ٹھاکر عدالت میں حاضر ہوا لیکن اس کا کیس ملتوی کر دیا گیا۔ اسے ناناصاحب کے ساتھ نہ جانے کا افسوس ہوا۔ اس کے باوجود وہ شرڈی کے لیے روانہ ہو گیا۔ لیکن اس کے وہاں پہنچنے سے پہلے ہی ناناصاحب وہاں سے روانہ ہو گئے تھے۔ وہاں اس کی ملاقات کچھ دوستوں سے ہوئی جو اسے بابا تک لے گئے۔ بابا کو دیکھ کر وہ ان کے قدموں پر جھک گیا جس سے اسے بہت مسرت حاصل ہوئی۔ اس کی آنکھوں میں خوشی کے آنسو نکل آئے نیز اس کے بال تک کھڑے ہو گئے۔ تب کچھ دیر کے بعد باباصاحب اس سے یوں مخاطب ہوئے:-

"اس جگہ کا راستہ اتنا آسان نہیں ہے جتنی کنڈی سنت اپا کی تعلیمات اور نانے گھاٹ کو پار کرنے کے لیے بھینس کی سواری ہے۔ اس روحانی راستے پر تمہیں بہترین کوشش اور محنت کی ضرورت ہے کیوں کہ یہ بہت مشکل کام ہے۔ جب ٹھاکر نے یہ اہم الفاظ اور اشارے سنے جو صرف اسی کے حصے میں آئے تھے تو اسے بے انتہا خوشی ہوئی اسے معلوم ہوا کہ کنڈ سنت کے الفاظ سچ ثابت ہوئے تھے۔ تب اپنے دونوں ہاتھوں کو جوڑتے ہوئے بابا کے قدموں پر گر کر اس نے التجا کی کہ بابا اسے قبول کرتے ہوئے

گیا۔ بدنصیب لوگوں کو سنتوں سے تعلقات استوار کرنے کے موقعے نہیں ملتے۔ صرف خوش نصیبوں کو ہی ایسے موقعے ہاتھ آتے ہیں۔

سادھو سنتوں کی محفل

بہت قدیم زمانے سے ہی اس دنیا میں مختلف سادھو سنتوں کے سلسلے موجود رہے ہیں۔ مختلف صوفی سنت مختلف جگہوں پر نمودار ہو کر اس مشن کو پورا کرنے کی کوشش کرتے ہیں جو قدرت نے انھیں تفویض کیا ہوتا ہے۔ وہ اگرچہ مختلف جگہوں پر کام کرتے ہیں لیکن بنیادی طور پر ایک ہوتے ہیں۔ وہ اکٹھے مل کر ایک مشترک حاکم کل خداے باری تعالیٰ کے تحت کام کرتے ہیں اور انھیں پوری طرح معلوم ہوتا ہے کہ ان کے دوسرے ساتھی اپنی اپنی جگہ پر کیا کر رہے ہیں اور جہاں ضرورت پڑتی ہے ایک دوسرے کی مدد بھی کرتے ہیں۔ اس قسم کی ایک مثال نیچے دی جا رہی ہے:-

مسٹر ٹھاکر

شری وی۔ ایچ ٹھاکر محکمہ مال میں ایک کلرک تھا۔ ایک بار وہ بیل گام کے نزدیک واقع ایک قصبے وڈ گام ایک سروے پارٹی کے ہمراہ آیا۔ وہاں اس کی ملاقات ایک کنڑ سنت اپا سے ہوئی۔ اس نے انھیں جھک کر سلام کیا۔ سنت اس وقت نشچل داس کی کتاب "وچار ساگر" کے کسی حصے کو سامعین کے سامنے وضاحت کے ساتھ پیش کر رہے تھے۔ یہ کتاب ویدانت پر ایک مستند دستاویز کا درجہ رکھتی ہے۔ جب ٹھاکر ان سے اجازت لے کر جانے والا تھا تو انھوں نے اسے کہا "تمہیں یہ کتاب پڑھنی چاہیے اور اگر تم ایسا کرو گے تو تمہاری خواہشات پوری ہوں گے اور جب تم اپنے فرائض کی ادائیگی کے لیے شمال کی طرف جاؤ گے تو خوش قسمتی سے تمہاری ملاقات ایک عظیم صوفی سنت سے ہوگی جو تمہیں مستقبل کی راہ بتائے گا اور تمہیں خوشی کے ساتھ ساتھ اطمینانِ قلب

پندرہواں باب

باباکی رُوحانی پگ ڈنڈی اور طرزِ عمل

کہانیاں: شری ٹھاکر کی۔ اننت رائے کی اور پنڈر پر کے وکیل کی

[اس باب میں ہیماڈ پنت و ناٹک ہریش چند ر ٹھاکر اننت راوپٹنکر اور پنڈر پور کے ایک وکیل کی کہانیاں بیان کرتے ہیں - یہ سب کہانیاں بڑی دلچسپ ہیں اور اگر انھیں غور سے پڑھا جائے تو قاری کو روحانیت کے راستے پر چلنے کی ترغیب ملے گی-]

ابتدائیہ

یہ ایک عام اصول ہے کہ پچھلے جنموں کے اچھے کاموں کی وجہ سے انسان کو سنتوں کی صحبت میں بیٹھنے کی سعادت حاصل ہوتی ہے جس سے ان سے استفادہ کرنے کے مواقع حاصل ہوتے ہیں۔ اس بات کا ثبوت فراہم کرنے کے لیے ہیماڈ پنت اپنی مثال پیش کرتے ہیں۔ وہ ممبئ کے متصل واقع مقام باندرہ کے رہنے والے تھے جہاں مجسٹریٹ کے طور پر کئی سال تک متعین رہے۔ ایک مشہور مسلمان صوفی جس کا نام پیر مولانا تھا وہاں رہتا تھا اُن کے پاس بہت سے ہندو، پارسی اور دوسرے فرقوں کے لوگ درشنوں کے لیے جاتے تھے۔ ان کے ایک مجاور نے ہیماڈ پنت پر دن اور رات زور ڈالا کہ وہ ان کے پاس آئے لیکن کچھ وجوہات کی بنا پر وہ وہاں نہ جا سکا۔ کئی سال بعد اس کی باری آئی اور اسے شرڈی بلایا گیا جہاں سائی بابا کے دربار کی فہرست میں اس کا نام ہمیشہ کے لیے شامل کر لیا